AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Recognized in "Y" Category Journal by HEC
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue III
Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index
Category Y
Link: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: ہندوستان میں سلسلہ چشت کا تعارف اور ارتقاء

Authors & Affiliations:

[1] **Nusrat Mustafa**
Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

[2] **Dr. Sibghatullah Bhutto**
Assistant Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

Email Add:
ORCID ID:

Published: 2024-07-22
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.14455346
Citation: Nusrat Mustafa, and Dr. Sibghatullah Bhutto. 2024. " ہندوستان میں سلسلہ چشت کا تعارف اور ارتقاء: THE INTRODUCTION AND EVOLUTION OF CHISHTIYA SUFI ORDER IN INDIA". *AL MISBAH RESEARCH JOURNAL* 4 (03):75-85. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/287.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
Society for Indexing and Impact Factor Service ROOTINDEXING
Google Scholar

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.
+92-313-305-2561, +92-300-030-9933
www.almisbah.info
REINCI

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 75-85

ہندوستان میں سلسلہ چشت کا تعارف اور ارتقاء

THE INTRODUCTION AND EVOLUTION OF CHISHTIYA SUFI ORDER IN INDIA

* Nusrat Mustafa
** Dr. Sibghatullah Bhutto

ABSTRACT

Sufism possesses a prominent place in the propagation of Islam and its basic teachings are the teaching of simplicity with purity and piety. The land of Hind has had been center of Sufiya since centuries and uncountable Sufiz had come here to preach and spent their whole lives in this land till died. Sufism began and evolved with the teachings of Khawaja Hasan Basri and then four major Sufis came into existence, one of which is the Chishtiya Sufi order. It started with Hazrat Ishaaq Shaami, Hazrat Ziauddin Chishti and then spread to the land of India by Hazrat Khawaja Moinuddin Chishti a caliph of Khawaja Usman Haruni. After him, through Khawaja Bakhtiar Kaki, Fariduddin Masood Ganj Shakar, Nizamuddin Auliya and Hazrat Chirag Dehlavi. The Chishti Order has had a lasting impact on the spiritual and cultural landscape of India, promoting a message of love, tolerance, and inclusivity. Its unique teachings were going to influence people across various cultures and religions so it became the largest Sufi order of the subcontinent thanks to Khwaja Noor Mahd Maharavi, Khwaja Muhammad Sulaiman Tunsvi and Khwaja Qamaruddin Sialvi. This paper is comprehensive and detailed study of the introduction and evolution of Chishtiya Sufi order in Hind.

Keywords: Sufi, Chishtiya, India.

ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کا ارتقاء

پوری دنیا میں برصغیر ہی وہ خطہ ہے جو مرکز اسلام یعنی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے خاصا دور ہونے کی وجہ سے اولین ہجری میں ہی ہدایت کی روشن کرنیں یہاں پہنچنا شروع ہو گئیں تھیں۔ برصغیر میں موجود بہت مشکل من گھڑت مذہبی توہمات نے اس علاقہ کے لوگوں کو کئی اقسام کے نسلی و اعتقادی طبقات میں پہلے ہی تقسیم کر دیا تھا۔ سو اسلام کی روشن کرنیں عرب کے علاقوں سے ہوتی ہوئی یورپ، اور ایشیاء کی حدود میں کامیابی سے پھیلنے لگیں تو وہیں ہدایت کی روشن کرنین عالمگیر تحریک کی صورت میں اپنے اثرات دکھانے لگیں۔ ۷ ہجری میں مسلمان تاجر اور مبلغین اسلام نے اپنے بہترین اخلاق و قابل تقلید کردار کی بدولت برصغیر کے مختلف ساحلوں پر مسکن بنا کر یہاں کے تاجر خاندان خصوصاً قلم رواؤں کو مذہب اسلام کی طرف سوچنے پر مجبور کر دیا تھا اس لئے ہندوستان میں دین اسلام کے فروغ میں باکردار لوگوں درج ذیل اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

ا. تجارت سے وابستہ افراد

* *Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.*
** *Assistant Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.*

۲. وہ قلم رواو امراء جن لوگوں نے طاقت کے ذریعہ باقاعدہ اپنی حکومتیں بنائیں

۳. صوفیانہ طریقہ تبلیغ اسلام

یہ طریقہ مذکورہ بالا دونوں طریقوں کی نسبت بہت ہی کارا گر مؤثر اور عین فطری طریقہ تھا۔ صوفیاء کی دعوت و تبلیغ کا طریقہ یہ تھا کہ یہ ان فاتحین کے ساتھ آکر اپنے پر اثر سُروں کے ساتھ لوگوں کے مُردہ دِلوں کو تسخیر کرتے تھے اور اس طریقہ سے اَخلاق و فتح ایمانی کا کام لیتے تھے اور یوں اِن باکردار صوفیائے کرام نے مشرق سے لیکر مغرب تک اسلام کے چراغ روشن کر دیئے۔ بارہویں صدی کے شروع میں تہذیب و تمدن کی صورت میں عالم اسلام کے مشہور شہر تاتاریوں کے ہاتھوں برباد ہونا شروع ہوئے تو یہ سلسلہ ایک نیا موڑ اختیار کر گیا کیونکہ اس جنگی صورت حال میں صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک تھا جو ان ظالم تاتاریوں کے ہاتھوں محفوظ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بدامنی و جنگی صورت حال سے پریشان لوگوں نے ہندوستان کو اپنے لئے محفوظ سمجھا اور یہاں آکر اپنا مسکن بنایا جو کہ ہندوستان کے لئے ایک اچھی بات تھی کیونکہ اس صورت حال میں ہندوستان اسلامی فکر اور روحانی قوت کا ایک نیا قوی مرکز بننے جا رہا تھا۔ انہی حالات میں صوفیاء کرام ہندوستان میں تشریف لائے اور انہی باکردار و بااخلاق لوگوں میں ایک بہت بڑا نام "حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ" بھی شامل ہے جو تصوف میں شمار سلاسل میں سے "چشتیہ مسلک" سے تعلق رکھتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ کی وجہ تسمیہ کسی بھی ولی اللہ کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ نام ریاست خراسان کے نامور علاقہ "چشت" کی نسبت کی وجہ سے مشہور ہے اور یہاں صوفیاء کرامؒ نے لوگوں کی اصلاح و تزکیہ کا مرکز قائم کیا جس بناء پر اس مرکز کو ایک ایسی لازوال شہرت نصیب ہوئی کہ یہ سلسلہ اسی شہر چشت کی نسبت "سلسلہ چشتیہ" کہلانے لگا۔ اس مشہور و لازوال سلسلہ کو شروع کرنے والوں میں ابو اسحاق شامی کا نام سرفہرست ہے جو خواجہ شمشاد علی دین پوری سے فیض یاب ہو کر چشتہ پہنچے اور پھر امداد حق اور ارشاد حق کا ایک ایسا پُراثر نظام رائج کیا کہ آج تک اس سلسلہ عالیہ چشتیہ ہدایت سے بھرپور اپنی روشن کرنیں بکھیرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ خلیق احمد نظامیؒ کا کہنا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ چشتیہ کی شروعات تو حضرت اسحاق شامیؒ نے کی تھی لیکن پھر اس سلسلہ عالیہ چشتیہ کو کامیابی سے آگے بڑھانے، پروان چڑھانے اور فروغ دینے کا کام حضرت غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری سنجزی نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔[1]

برصغیر میں اس کی آمد

ہند کی فتح سے پہلے ہندوستان میں مشہور روحانی سلاسل کی بنیاد رکھی جا چکی تھی اور ہندوستان کے لوگ وقتاً فوقتاً ان سلاسل سے فیض یاب ہو رہے تھے لیکن اس علاقہ کو روحانی مرکز بنانے کے لئے رب کریم نے چاروں سلاسل میں سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو پسند کیا اور خاندان چشتیہ کو ہند میں آنے کا غیب سے اشارہ بھی مل گیا تھا اور جس چشتی شیخ نے پہلے پہل ہندوستان کی طرف رخت سفر باندھا ان کا نام "حضرت معین الدین سنجزی چشتی اجمیری" تھا جس کی دعاؤں سے محمود غزنوی کی پیش قدم جاری تھی اور وہ فتوحات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھا۔ مولانا علی

میاں ندوی یوں رقم طراز ہیں کہ جیسے محمود غزنوی کی سیاسی فتح حاصل کرنا اور اسلامی مملکت کا منظم قیام سلطان شہاب الدین غوری کے نصیب میں تھا تو خواجہ ابو محمد چشتیؒ کے نیک کام کو مکمل کرنا اور اسلامی مرکز، رشد و ہدایت کا با مقصد قیام بھی اسی سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک شیخ الشیوخ حضرت غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کے نصیب میں ثبت کر دیا گیا تھا۔[۲]

چشتی خاندان

حضرت غریب نواز معین الدین چشتیؒ ۵۳۷ھ کی پیدائش مبارکہ ایران کے علاقہ "سیستان" کے قصبہ سجزی (س۔ج۔ز۔ی) میں ہوئی۔ زندگی گذارنے کے لئے مروجہ علوم کے حصول کے بعد روحانی فیض کی تلاش میں اس عہد کے کئی صوفیائے کرام سے ملاقات کی لیکن سلسلہ بیعت و خلافت حضرت خواجہ عثمان برونیؒ سے معلوم ہوتا ہے۔ آپؒ آبائی وطن کو چھوڑ کر مختلف علاقہ جات کی سیر کرتے ہوئے ہندوستان پہنچے۔ سب سے پہلے آپؒ لاہور میں موجود حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر حاضر ہوئے اور وہیں چلہ کشی بھی کی۔ لاہور میں چلہ پورا کرنے کے بعد آپؒ دہلی روانہ ہوگئے اور پھر دہلی کے بعد آپؒ مستقل طور پر اجمیر شریف میں رہایش پذیر ہوگئے۔ اجمیر جاتے ہوئے آپؒ دہلی میں کچھ عرصہ ٹھہرے تو اس مختصر قیام میں آپؒ نے ۷۰۰ کافروں کو مذہب اسلام میں داخل کر دیا تھا۔[۳] یہ دہلی میں راجپوتوں کی منہ زور حکومت کا وقت تھا اور ان کی دوسری شاخ "چوہانوں" کی حکومت تھی جن کے من پسند بادشاہ "پرتھوی راج چوہان" نے اپنا دارالخلافہ شہر دہلی سے منتقل کر کے شہر اجمیر میں قائم کر دیا۔ اس وقت اجمیر راجپوت قلم رو کی بہت بڑی طاقت اور ہندو مذہب و روحانیت کا بہت بڑے مرکز کے طور پر مشہور تھا اور حضرت غریب نواز معین الدین چشتیؒ کی تبلیغی شروعات بھی راجپوتانہ کے علاقہ سے ہوئیں اور یہاں ہی سے دین اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔ راجپوتوں کے طاقتور علاقہ میں آپؒ کا مسکن ہی دراصل نیک عزم تبلیغ اسلام کی واضح نشاندہی کرتا ہے۔ آپؒ نے یہاں شروع دن سے ہی اپنے قابل تقلید کردار اور اپنے بہترین رویہ سے وہاں کے باسیوں کو دین اسلام کی طرف توجہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ بن بلائے آپؒ کے بہترین رویہ و کردار کی روشنی میں خود بخود آپؒ کی محفل میں چلے آرہے تھے۔ اور دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہو رہے تھے اور جو اجمیر کبھی ہندو دھرم کا بہت بڑا مرکز تھا اب وہی اجمیر ایمان و اسلام کا ایک گہوارہ بن گیا تھا اور اب وہ اجمیر سے اجمیر شریف مشہور ہو گیا۔ سید ابو الحسن ندویؒ کا کہنا ہے۔ حجرت غریب نواز معین الدین چشتیؒ کے خلوص سے بھرپور دست شفقت نے اجمیر شریف میں چشتیہ سلسلہ عالیہ کی ایک بہت ہی مضبوط بنیاد قائم کر دی۔ اس کے بعد ہر کسی نے نے اپنی اپنی محبت کو واضح پیش کر دیا۔[۴] حضرت غریب نواز معین الدین چشتیؒ کے خلفاء اور تابع فرمان شاگردوں نے بھی اس خطہ میں اشاعت اسلام کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور انہی کے بہترین کردار واخلاق سے راجھستان کے بہت سے شہروں میں اسلام کے تبلیغی مراکز قائم کر دیئے تھے اور انہی کی مخلصانہ کوششوں سے "ناگور، سوالے اور کھاٹو" جیسی خالص مسلمان بستیاں معرض وجود میں آئیں۔[۵] محمد غوری اور قطب الدین ایبک کی جنگی فتوحات کے بعد جب حکومت کا مرکز لاہور سے دہلی منتقل ہو گیا تو خواجہ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے اپنے ایک مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو باقاعدہ سند خلافت دے کر مرکز دہلی میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کیے فروغ کی ذمہ داری سونپ دی لیکن آپؒ نے بذات خود اجمیر میں رہ کر ہی دین اسلام کی اس انداز میں اشاعت کی

ذمہ داری پوری کی کہ اس ہندو منہ زور معاشرہ کے لوگوں میں درست و غلط کی پہچان پیدا ہو گئی۔ خواجہ بختیار کاکیؒ نے دہلی کے چہار سو دین اسلام کا نور پھیلایا۔[٦]

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے روحانیت کی جو شمع ہدایت اپنی نگرانی میں اجمیر شریف میں روشن کی تھی تو اس شمع ہدیات کی روشن کرنیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی آپ کے خاص مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بدولت پوری دہلی میں کامیابی سے پھیل چکی تھیں اور گمراہ لوگوں کے لئے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ حضرت غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کی رحلت کے بعد یہ سلسلہ رشد و ہدایت آگے بڑھانے کے لئے آپ کے مرید اول خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی ذمہ داری میں آگیا تھا تو اب سلسلہ چشتیہ کا مرکزی نظام اجمیر شریف سے دہلی منتقل کرنا پڑا جو کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی مخلصانہ کاوشوں کی وجہ سے شمالی ہند تک پھیلتا چلا گیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اس سلسلہ کی تبلیغ کا ایک اہم اصول بنا رکھا تھا کہ "فقر و استغنا سے ذمہ داری کو پورا کرنا ہے"۔ اس وقت دہلی کا حکمران سلطان شمس الدین التمش بھی علماء و مشائخ سے عقیدت کی بنا پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بھی بڑی محبت رکھتا تھا۔ خلیق احمد نظامیؒ کا کہنا ہے کہ قطب صاحب کا دہلی کو مسکن بنانا سلسلہ عالیہ چشتیہ کے لئے بہترین ثابت ہوا۔ قطب صاحبؒ نے دارالحکومت کے مہلک اثرات سے بھی اپنے آپ کو پاک وصاف رکھا لیکن یہاں کے موجودہ گھمبیر حالات سے بھی مفاد حاصل کیا اور تصوف کے نیک خیالات کو ہر طبقہ تک بخوبی پہنچایا۔[٧] خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے تابع فرمان خلفاء بہت تھے لیکن حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ کے نیک مقاصد کی تکمیل اور آپؒ کی جانشینی کی سعادت حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے نصیب میں آئی۔

حضرت بابا فرید الدین پاک پتنیؒ

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے داعی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی وفات کے بعد جب اس سلسلہ چشتیہ کی تبلغ و ترویج کا سلسلہ حضرت بابا فرید الدین مسعود پاک پتنیؒ کے حصہ میں آگیا تو اس وقت دارالسلطنت دہلی کے سیاسی حالات بہت ہی خراب ہو چکے تھے۔ حکمران سلطان شمس الدین التمش کی رحلت کے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وہاں کے دانشوروں نے یاست میں قدم جمانا شروع کر دیئے تھے لیکن حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ نے ان موجودہ سیاسی بکھیڑوں سے ایک طرف رہ کر دین حق کی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ لیکن جلد ہی محسوس ہوا کہ سلطنت کا کشیدہ ماحول اب دین و حق کی تبلیغ و ترویج اپنا اثر چھوڑنے لگا ہے تو آپؒ نے دہلی کو خیر باد کہہ کر جھانسی جانے کا ارادہ کر لیا۔ یوں یہ سلسلہ عالیہ چشتیہ دہلی سے جھانسی میں وارد ہوا۔ جھانسی پہنچ کر حضرت بابا خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ نے "اچھودن" میں رہائش اختیار کی اور وہاں پر اپنی دور اندیشی و بصیرت اور تربیت خاص کے سانچہ میں ڈھال کر جن لوگوں کو اس سلسلہ کی ترویج کے لئے تیار کیا انہی لوگوں میں سلسلہ چشتیہ کے آفتاب و مہتاب نظام الدین اولیاءؒ اور شیخ علاؤالدین، صابری کلیریؒ سر فہرست ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین پاک پتنیؒ نے پنجاب میں " وٹو، سیال، ٹوانہ،" قوموں کو مسلمان کیا اور جنوبی پنجاب کے غیر مسلم قبائل کو مسلمان کرنے میں بابا فرید الدین پاک پتنیؒ کی کوششیں شامل

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 75-85

ہیں۔[8] بابا فرید الدین پاک پتنیؒ کے پوتے خواجہ تاج الدینؒ نے بھی اس سلسلہ چشتیہ کی خدمات میں اپنا حصہ شامل کیا اور بیکانیز کے علاقوں میں راجپوتوں کو دائرہ اسلام میں شامل کیا حالانکہ غیر مسلم راجپوت قوم نے اس عمل ہدایت و رشد کی شدید مخالفت کی لیکن حضرت تاج الدینؒ نے اپنا کام پامردی سے جاری رکھا۔[9] مولانا علی میاں کے مطابق اگر حضرت غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کا شمارؒ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کو شروع کرنے والوں میں ہوتا ہے تو بابا فرید الدین پاک پتنی کا شمارؒ اس کے بعد سلسلہ چشتیہ کے بطور آدم ثانی ہوتا ہے یعنی اسکی ترویج و تبلیغ میں معین الدین اجمیریؒ کے بعد بابا فرید الدین پاک پتنیؒ نے بڑی محنت و لگن سے کام کیا۔ بابا فرید الدین پاک پتنیؒ کے دو خلفاء خواجہ نظام الدین اولیاء اور علی صابر کلیریؒ کے توسط سے یہ سلسلہ چشتیہ پورے ہندوستان میں پھیل گیا اور انہی دو ہستیوں کے خلفاء و اہل سلسلہ کی بدولت ابھی تک زندہ و قائم ہے۔[10]

سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی بنیاد

ہندوستان میں سلسلہ عالیہ چشت کی ابتدا تو معین الدین اجمیریؒ نے کی اور ان کے بعد اُن کے اولوالعزم خلفاء قطب الدین بختیار کاکیؒ اور بابا فرید الدین پاک پتنیؒ نے اس سلسلے کو اپنی کاوشوں سے آگے بڑھایا اور سینچا تو وہیں خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلوی نے اس سلسلہ چشتیہ کے سایے کو ہندوستان کے چہار سو پہنچانے میں اولین کردار ادا کیا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کی پیدائش مبارکہؒ ۱۳۲۸ھ کو بدائیوں میں ہوئی اور آپ نے وہاں پر ہی اپنی ابتدائی تعلیم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ پھر دہلی میں شمس الدین خوارزمی اور مولانا کمال الدین علامہؒ سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد روحانی علوم کی تلاش میں سرگرداں ہو کر بابا فرید الدین پاک پتنیؒ سے آملے اور ۴ سال یہاں رہے اور روحانیت کا علم حاصل کیا پھر شیخ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے خلافت سے سرفراز ہو کر اپنے شیخ کے حکم سے دہلی روانہ ہوگئے۔ آپؒ نے سلسلہ چشتیہ کی تبلیغ و ترویج اس مؤثر انداز میں کی کہ آپؒ کی زندگی میں ہی اس سلسلہ کے اثرات پورے ہندوستان میں پھیل گئے اور آپؒ کی مؤثر تبلیغ کا یہ حال تھا کہ ارباب اختیار سے لے کر رعایا تک آپؒ سے عقیدت کرنے لگی۔ اللہ پاک نے آپؒ کو بڑے قابل قدر خلفاء عنایت فرمائے اور وہ اپنی ذات میں کاملیت کی صفات رکھتے تھے اور وہ آپ کے مشن کو لے کر بنگال، دکن، گجرات، جونپور، مالوہ پہنچے جہان چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے وہاں پر پہنچ کر اصلاح باطن کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ نظام الدین اولیاءؒ نے دہلی کے چار سو تبلیغ اسلام کا جاری رکھا اور آپؒ نے اپنی خاص توجہ دکن پر ہی مرکوز رکھی اور اپنے جلیل القدر خلیفہ حضرت برہان الدین غریبؒ کو چار سو ساتھیوں کے ساتھ دکن میں اسلام کی تبلیغ کے لئے روانہ کیا اور نتیجتاً ان کے ہاتھوں بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔[11] خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے شیخین سے عطا کردہ اس دینی امانت کو اپنی رحلت سے پہلے نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے حوالے کر کے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مرکزی نظام کے لئے اس کو بہترین جانشین کے طور پر ذمہ داری سونپ ڈالی۔ سیاسی طور پر گھمبیر ماحول کے باوجود بھی شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے اپنے مربی کے خواب کو پایہ تکمیل تل پہنچانے کے لئے سرتوڑ کوشش جاری رکھی۔ سلسلہ چشتیہ کے اول سے لے کر موجودہ وقت تک یعنی سلطان الشمس التمش سے لے کر محمد تغلق تک ۱۱۰ء کے عرصے میں سلسلہ چشتیہ کی ترویج واشاعت میں دہلی اہم مرکز کی حیثیت رکھتا تھا اور حضرت شیخ نصیر الدین دہلوی سلسلہ عالیہ چشتیہ

کے آخری چشم و چراغ تھے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے جانشین حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ اور اس کے خلیفہ بندہ نواز گیسو درازؒ نے گلبرگہ میں ہمیشہ کے لئے رہائش پذیر ہوگئے اور دین اسلام کی شمع ہدایت کو روشن رکھا اور انہی ہستیوں کی لگن و دن رات کی محنت سے "پوٹا اور بلگام" اضلاع میں بہت بڑی تعداد میں کافر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔[۱۲] جب مسلمانوں کی سلطنت زوال پذیر ہونے لگی تو اس سیاسی عدم واستحکام کی وجہ سے دہلی کی ساکھ کو بھی خطرات لاحق ہوگئے تو ان ناگزیر حالات میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کا نظام بھی دہلی کے ایک مرکز کی بجائے مختلف مراکز "بنگال۔ دکن۔ گجرات۔ مالو اور اودھ میں قائم ہونا شروع ہوگئے تھے۔ شیخ نصیر الدین دہلویؒ کے خلیفہ اخی سراج نے سب سے پہلے بنگال میں عالیہ چشتیہ سلسلے کو متعارف کروایا جبکہ آپ بنگال ہی کے باسی تھے مگر حضرت چراغ دہلویؒ کی محبت میں آپ نے دہلی کو اپنا مسکن بنالیا۔ حضرت شیخ سراج الدین نے اپنے مرشد حضرت چراغ دہلویؒ کی اس دنیا سے رحلت فرماجانے کے بعد لکھنو کو مسکن بنا کر بنگال میں اصلاح باطن کو اپنا مقصد تصور کیا جہاں بڑی تعداد میں محبت رکھنے والے موجود رہتے تھے۔ آپ سے دین اسلام کا استفادہ حاصل کرنے کے لئے لوگ "بہار، اودھ اور جونپور" بھی جوق در جوق آنے لگے۔

سلسلہ چشتیہ گجرات میں

حضرت غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کے پہلے جانشین خواجہ بختیار کاکیؒ کے دور میں ہی تابع فرمان خلفاکے ذریعے سلسلہ عالیہ چشتیہ گجرات تک پہنچ گیا تھا لیکن اس سلسلے کو عروج خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلفاء کی تبلیغ سے حاصل ہوا۔ مثلاً شیخ محمد حسنؒ" آپ نے نہروالا کے مقام پر اس سلسلہ کے نسبت رشد وہدایت کا کام جاری رکھا اور آخری دم تک وہیں رہے اور وہیں پر اپنا آخری ٹھکانہ بنایا اور وہاں پر ہی رحلت فرمائی۔ دوسرے خلیفہ شیخ حسام الدینؒ جو شروع میں دہلی میں رہتے تھے جب تغلق حکمرانوں نے صوفیائے کرامؒ پر دہلی کی زمین تنگ کرنا شروع کردی تو پھر آپ نے بھی نہرولا مقام پر رہائش رکھنا مناسب سمجھا۔ جب دہلی کے تغلق حکمران محمد شاہ تغلق نے دہلی سے صوفیائے کرام کو زبردستی دہلی سے دکن کی طرف بے دخل کیا تو ان میں زیادہ تر صوفیائے کرام تھے اور انہی کی بدولت یہ سلسلہ عالیہ چشتیہ دکن تک پہنچا۔ ان صوفیائے کرامؒ میں سے اہم نام حضرت برہان الدینؒ کا ہے۔ آپؒ نے دیوگیر (دولت آباد) کے علاقہ میں سلسلہ رشد وہدایت شروع کیا اور آپؒ سے قبل شیخ منتخب الدین زربخش چشتیؒ جو کہ بابا فرید الدینؒ کے بھی مرید تھے اور پیر مرشد کے حکم پر دولت آباد کو مسکن بنایا۔ شیخ اکرم کا کہنا ہے کہ منتخب الدین زربخش بانسی کے رہائشی تھے جس کو بابا فرید الدین پاک پتنیؒ نے ایک غیبی اشارے کے ذریعے دیوگیر (دولت آباد) کی طرف جانے کا حکم دیا جب یہاں پر ہندو دھرم کا راج تھا۔ شروع شروع میں آپؒ سخت مزاحمت کا سامنا ہوا لیکن آپؒ نے اپنا کام ہمت و استقلال کے ساتھ جاری وساری رکھا۔[۱۳]

دکن میں سلسلہ چشتیہ کا فروغ

دکن میں سلسلہ چشتیہ کی تبلیغ حضرت منتخب الدین زر چشتیؒ کے ذریعہ ہوئی لیکن اس سلسلہ کو زیادہ تر فروغ حضرت برہان الدینؒ کی ذات کی وجہ سے ملا اور یہ سلسلہ مزید پروان چڑھا۔ آپؒ کی اس دنیا سے رحلت کے بعد تابع فرمان خلیفہ شیخ زین الدینؒ نے سلسلہ چشتیہ کی ترویج

کا فریضہ سرانجام دیا اور وقت کے بادشاہ علاؤالدین حسن شاہ نے بھی جس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ دکن میں عالیہ چشتیہ سلسلے کو آگے بڑھانے میں حضرت گیسو درازؒ کا بھی نام شامل ہوتا ہے جو کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے شاگرد تھے اوران کا تذکرہ آرنلڈ اپنی کتاب 'دی پریچنگ آف اسلام کے صفحہ نمبر ۲۷۱ میں بھی کر چکا ہے کہ آپ نے گلبرگہ کے علاقہ کو اپنا رشد وہدایت کا سنٹر مقرر کیا ہوا تھا اور آپ سے محبت رکھنے والوں میں سلطان فیروز شاہ کا نام بھی شمار کیا جاتا ہے۔ وہاں کی عوام کا بھی آپ کے ساتھ ایک پر خلوص رشتہ قائم ہو چکا تھا۔ آپ نے دینی وروحانی تعلیمات کو بذریعہ اپنی تصنیف وتالیف بھی عوام تک پہنچایا جس کی بدولت امت مسلمہ کو تاحال فائدہ مل رہا ہے۔ اس بارے میں خلیق احمد نظامی یوں رقم طراز ہیں کہ سید محمد گیسو درازؒ دکن پہنچے تو وہاں کے قلم روا فیروز شاہ نے مع اپنے شاہی لشکر و علماء ومشائخ کان کا ان کا شایان شان خیر مقدم کیا۔ پھر سید گیسو درازؒ نے گلبرگہ میں سلسلہ چشتیہ کی ترویک کے لئے ایک بہترین عالی شان خانقاہ کی بنیاد ڈالی۔ حضرت سید گیسو درازؒ کے خلفاء نے اپنی پوری محنت و لگن سے اس سلسلہ کی اشاعت کا کام جاری رکھا اور سید گیسو دراز نے اپنی تصانیف کی وساطت سے تصوف کے تصورات کو عام وخاص میں بخیر وخوبی پہنچایا۔[۱۴]

دکن میں ہی حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ اور شیخ زین الدینؒ جو کہ (حضرت برہان الدینؒ کے شاگرد تھے) نے بھی وہاں کے باسیوں کو ایک بڑی تعداد میں مذہب اسلام سے روشناس کروایا۔[۱۵] خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کے فرزند ارجمند مولانا فخر الدین دہلویؒ کی دینی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا فخر الدین کے خلیفہ حاجی لعل محمد نے بھی دہلی میں دین اسلام کی اشاعت میں کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ مالوہ میں

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے تین جید خلفاء نے مختلف علاقوں میں سلسلہ چشتیہ کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔

۱. مالوہ کے علاقہ میں شیخ کمال الدینؒ نے اپنے پیر ومرشد کے حکم سے سلسلہ چشتیہ کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور مالوہ کے حکمران بھی آپؒ سے منسلک ہو گئے تھے جبکہ عوام کی ایک بڑی تعداد آپؒ سے عقیدت رکھتے تھے۔
۲. شیخ وجیہ الدین یوسفؒ نے مدھیہ پردیش کے علاقہ میں سلسلہ چشتیہ کی اشاعت کا کام جاری رکھا۔
۳. حضرت مولانا مغیث الدینؒ نے اپنے مرشد کے حکم سے مالوہ کے علاقہ "اجین" میں سلسلہ چشتیہ کی اشاعت کا کام جاری رکھا۔ خلیق احمد نظامی کا کہنا ہے کہ "ان تینوں بزرگ چودھویں عیسوی میں مالوہ کے لوگوں کو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے دائرہ میں لائے، ان کے بعد کچھ دوسرے بزرگوں نے جن میں "حضرت قاضی اسحاقؒ جو ایک بہت بڑے مایہ ناز عالم اسلام مشہور تھے اور سلطان علاؤالدین محمودؒ (م ۱۴۷۵ء) کے دینی وروحانی مرشد تھے" وہاں جاکر سلسلہ چشتیہ کی ترویج کے کام میں مصروف ہو گئے۔[۱۶]

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

سلسلہ چشتیہ صابریہ

یہ بھی سلسلہ عالیہ چشتیہ کی ایک ذیلی شاخ شمار کیا جاتی ہے جو کہ بابا فرید الدین پاک پتنیؒ کے شاگرد شیخ علاؤالدین المعروف علی احمد صابری کلیریؒ کے نام کی وجہ سے مشہور ہوئی۔ اس سلسلہ چشتیہ صابریہ کو شمالی ہندوستان میں فروغ حاصل ہوا۔ شیخ علاؤالدین علی احمد صابری کلیریؒ کی ولادت ملتان میں ہوئی آپؒ کو حضرت بابا درید الدین گنج شکرؒ کے جید خلفاء میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپؒ کا شمار بابا فرید الدین پاک پتنیؒ کے اولین خلفاء میں کیا جاتا ہے۔ آپؒ نے ۱۲ سال تک بابا فرید الدین پاک پتنیؒ کی خدمت میں رہ کر عبادات میں مصروف رہے اور اسی وجہ آپؒ کو درویشی میں ثابت قدم بھی جانا جاتا ہے اور مستجاب الدعوات بھی کا لقب بھی آپ کو دیا گیا ہے۔ آپؒ کے خلفاء میں صرف ایک نام خلیفہ شمس الدین ترکؒ پانی پتی کا ملتا ہے جس نے اس سلسلے کی ترویج کا کام جاری رکھا۔ حضرت شمس الدین پانی پتیؒ میں علوم ظاہری کے حصول کے بعد تزکیہ نفس کی خاطر مرشد کامل کے لئے سرگرداں رہے اور کافی صوفیائے کرام سے ملاقات کے بعد ہندوستان پہنچے جہاں آپؒ کو حضرت بابا فرید الدین پاک پتنیؒ سے ملنے کا شرف حاصل ہوا اور وہاں سے باطنی اصلاح و تربیت کے بعد آپؒ کو خلافت سے نوازا گیا اور اپنے مرشد کے حکم پر کلیر شریف روانہ ہوئے کیونکہ سلسلہ چشتیہ صابریہ کو آپؒ کی ذات سے آگے بڑھنا تھا۔ جب آپؒ کلیر شریف میں حاضر ہوئے تو بہت عرصے تک حضرت کی خدمت کے ساتھ ساتھ بلبن کی فوج میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ شیخ شمس الدین پانی پتیؒ کا ۷۵ سال کی عمر میں ۲۱۸ھ کو اس دنیائے فانی سے انتقال ہوا اور بے شمار مریدین کا شمار کیا جاتا ہے۔ آپؒ کے اس دنیا سے انتقال کے بعد پھر آپؒ کے خلیفہ جلال الدین پانی پتیؒ نے اس سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ترویج جاری رکھی اور عوام کی ایک بڑی تعداد کو دینی علم سے روشناس کروایا۔ خلیق احمد نظامی فرماتے ہیں کہ شمس الدینؒ مرشد کامل کی تلاش میں ہندوستان آئے اور یہاں شیخ علاؤالدین صابری کلیری کے عقیدت مندوں میں شمار کئے جانے لگے۔ شیخ شمس الدینؒ کے بعد جلال الدین پانی پتیؒ کو خلافت سے نوازا گیا۔[۷] جلال الدین پانی پتی کے خلفاء کی ایک بڑی تعداد ہے لیکن عبد الحق ردولی کو آپؒ کی جانشینی کا اعزاز حاصل ہوا۔ عبد الحق رودولی جلال الدین سے خلافت حاصل کرنے کے بعد پانی پت سے رخصت ہوئے اور مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے اپنے آبائی وطن ردولی آگئے اور یہاں پر ہی سلسلہ چشتیہ صابریہ کا مرکز بنایا جو اس سلسلہ کا سب سے اہم اور پہلا مرکز شمار کیا جاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دہلی اور اس کے چہار سو تمام لوگ سلسلہ چشتیہ سے بالکل ناواقف تھے اور پھر آپؒ کی وجہ سے سلسلہ چشتیہ کو دوبارہ ایک نئی زندگی نصیب ہوئی۔ آپؒ نے رودولی میں بھی وہاں کے لوگوں کی اصلاح و تربیت اور رشد و ہدایت کی طرف دعوت کا کام جاری رکھا۔ آپؒ کی اس دنیا سے رحلت کے بعد آپؒ کے خلفاء میں شامل آپؒ ہی کے شہزادے احمد عارفؒ اور اس کے بعد محمد عارفؒ نے اس چشتیہ صابریہ سلسلے کو آگے بڑھانے کا کام بڑی خوش اسلوبی سے جاری رکھا جن کی بدولت شیخ عند القدوس گنگوہیؒ جیسی شخصیت بھی شامل مجلس ہوئی اور یہی شخصیت پھر اس سلسلہ چشتیہ صابریہ کی مؤسس ثانی کہلائی۔

شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ

شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ ایک زبردست روحانی طاقت کے مالک تھے اور آپؒ کا شمار ہندوستان کے ان معتبر وجید صوفیائے کرامؒ میں کیا جاتا ہے جن کے روحانی اثرات کی بدولت ایک جم غفیر اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند ہوا ہے۔ آپؒ کی پیدائش ۱۴۵۶ء میں ہوئی اور ابتدائی تعلیم کے دوران ہی عشق الہیٰ میں سرشار ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد آپؒ نے محمد بن عارف کے پاس چلے گئے اور وہاں سے اجازت و خلافت کے بعد ردولی کی خانقاہ میں ہی اپنی خدمات جاری رکھیں اور وہاں سے ہجرت فرما کر شاہ آباد میں آگئے اور وہیں پر سلسلہ تبلیغ و اصلاح باطن کا کام جاری رکھا اور ارشاد و تلقین بھی جاری رکھی اور شاہ آباد میں رشد و ہدایت کے بعد گنگوہ آگئے جہاں تاحیات خدمت خلق و اصلاح نفوس کا کام جاری رکھا۔ شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب مغلیہ حکمرانوں کے حملوں کی وجہ سے حالات مشکل ترین حالات میں شمار کئی جاتے تھے تو آپؒ نے ان مشکل حالات میں کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے "جمنا" کے کنارے عارضی طور پر رہائش پذیر ہوگئے۔ آپؒ نے ابراہیم لودھی کے لشکر کے ساتھ کچھ دن گذارے لیکن پھر واپس گنگوہ روانہ ہوگئے آپؒ نے لودھی قلمرواؤں سے مغلوں فرماں رواؤں تک کا زمانہ دیکھا اور آپؒ نے ان قلم رواؤں کو اپنے اصلاحی خطوط کے ذریعہ شریعت کی اتباع اور عدل و انصاف کا پابند بھی بنایا۔ لودھی حکمرانوں میں سے سکندر لودھی کا شمار آپؒ کے عقیدت مندوں میں کیا جاتا ہے اور اس ہی کے دور حکومت میں شعائر اسلام سے محبت کا آغاز ہوا۔ شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ رحلت سے چند سال قبل گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ آپؒ کے بیٹوں کے علاوہ کئی اور بھی نیک لوگ کا شمار آپ کے خلفاء میں کیا جاتا ہے لیکن جلال الدین تھانیسری نے آپؒ کے جاری کردہ سلسلہ رشد وہدایت کو جاری رکھا اور یوں اس سلسلہ کا مرکز گنگوہ سے تھانیسر میں منتقل ہوگیا تھا جہاں جلال الدینؒ نے اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ شیخ جلال الدینؒ کے بعد اس سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت میں شیخ محب اللہ الہ آبادی کی بھی محنت شامل ہے جس نے ابتدائی علوم کو حاصل کرنے کے بعد شیخ ابوسعید گنگوہیؒ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی تھی۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی نے خلافت کے بعد اپنے مرشد ابوسعید گنگوہیؒ سے اجازت سے اپنے وطن واپس آگئے اور ۲۰ سال تک اللہ کی مخلوق کی خدمت اور رشد وہدایت میں مشغول رہے۔ شاہ وگدا آپؒ کی محفل میں مساوات کی ایک مثال تھے اور کسی کو بھی کسی پر کوئی ترجیح حاصل نہیں تھی۔ شاہ جہاں بادشاہ بھی آپؒ سے ایک عقیدت کی حد تک پیار کرتا تھا۔ دارالشکوہ بھی خط وکتابت کے ذریعہ آپؒ سے رابطہ میں رہا۔ آپؒ کی رحلت کے بعد متعدد نیک لوگ اس سلسلہ چشتیہ صابریہ کی تعلیم وتربیت میں پیش پیش رہے۔

ماضی قریب میں سلسلہ چشتیہ

۱۸ صدی کا دور بڑا ہی پُرآشوب اور انحطاط پذیری کا دور تھا۔ مغلیہ حکومت خانہ جنگی اور عیش پرستی کی وجہ سے اپنے زوال کی طرف عازم سفر تھی۔ اس دور حکومت میں عوام راہنما سے محروم ہوچکی تھی اور عوام راہ راست سے بھٹک چکی تھی اور کئی قسم کے توہمات میں ذہنی طور پر پھنس چکی تھی تو ایسے بدترین حالات میں صوفیائے کرام و علمائے کرام نے عوام کو سیدھے راستہ پر لانے کے لئے ایسی گراں قدر خدمات سرانجام دیں جن کی روشنی میں ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کا اولین دور ذہن میں گھومنا شروع ہوجاتا ہے۔ اُس وقت امروبہ چشتیہ صابریہ سلسلے کی مرکزی حیثیت سے دینی، روحانی اور سیاسی خدمات کا انجام قابل تعریف تھا جن کا سہرا مجدد الف ثانی شاہ ولی اللہؒ کے کھاتے میں شمار کیا

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

جاتا ہے کیونکہ اسی معتبر شخصیت کی دینی، سیاسی اور سماجی خدمات نے ہندوستان کی بھٹکی ہوئی عوام کو راہ راست دکھا کر ایک نئی زندگی بخشی۔ شاہ ولی اللہ کے والد محترم عبد الرحیم شاہ افغانستان کے باشندے تھے لیکن جب ہندوستان آ گئے تو ان کا شمار سلسلہ قادریہ میں ہونے لگا اور اس کے بعد سلسلہ صابریہ کے بزرگ عبد الباری امروہوی کے حلقہ عقیدت میں شمار ہونے لگا۔ شاہ عبد الرحیم ولایتیؒ جلد ہی عوام و خاص میں ایک ایسا اپنا مقام بنا لیا کہ سہارنپور، انبالہ اور مظفر نگر کی عوام بھی آپ کے حلقہ ارادت میں جوق در جوق شامل ہونے لگی۔ آپ کے خلیفہ میاں جی نور محمد جھنجھارویؒ جن کے حلقہ ارادت سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی شامل تھے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ، حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ، حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ، حاجی لعل محمدؒ، حافظ محمد جمالؒ، شہبازِ چشت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ، خواجہ اللہ بخش تونسویؒ، شمس الدین سیالویؒ۔ محمد دین سیالویؒ، حضرت ضیاء الدین سیالویؒ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت پیر حیدر شاہ جلال پوریؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور حضرت محمد امینؒ چکوڑی شریف سلسلہ چشتیہ کا نام روشن کرتے رہے۔[18]

حوالہ جات:

[1] نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت (لاہور: مشتاق بک کارنر، ۱۹۸۰ء) ص ۱۷۵۔

[2] ندوی، مولانا علی میاں، تاریخ دعوت و عزیمت (کراچی: مجلس نشریات اسلام، س۔ن) ص ا۔

[3] آرنلڈ، دی پریچنگ آف اسلام، (لاہور، ۱۹۵۶ء) ص ۲۸۱۔

[4] ندوی، ابو الحسن، تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک (لکھنؤ: مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، ۱۹۷۹ء) ص ۹۹۔

[5] نظریہ پاکستان و نصابی کتب، (لاہور، س۔ن) ص ۹۸۔

[6] کلیم، محمد دین، لاہور کے اولیائے چشت (لاہور: مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۹ء)

[7] نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص ۱۷۵۔

[8] گزیٹر آف منٹگمری (لاہور: ۱۸۸۴ء) ص ۶۳-۶۴۔

[9] ابسٹن اینڈ میکلیگن، اے گلاسری آف ٹرائبز اینڈ کاسٹس آف دی پنجاب اینڈ ڈبلیو پی ایف، (لاہور، ۱۹۱۹ء) ج ا، ص ۵۳۳۔

[10] ندوی، مولانا علی میاں، تاریخ دعوت و عزیمت، ج ۳، ص ۳۷۔

[11] شیخ، محمد اکرام، آبِ کوثر (لاہور، نقوش پریس، ۲۰۰۶ء) ص ۴۱۲۔

[12] آرنلڈ، دی پریچنگ آف اسلام ص ۲۷۱۔

[13] شیخ، محمد اکرم، آب کوثر، ص ۳۴۲۔

[14] نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص ۳۶۲۔

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 75-85

[۱۵] کلیم، محمد دین، لاہور کے اولیائے چشت، اخذ کردہ۔

[۱۶] نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص ۲۳۲۔

[۱۷] محولہ بالا، ص ۲۳۳۔

[۱۸] سیالوی سلطان احمد فاروقی، تذکرہ اولیائے چشت (لاہور: ادارہِ قمر الاسلام، ۲۰۱۷ء) ص ۳۲۵، ۳۰۷۔